سوال

(13) ضاد کو دال کے مشابہ پڑھنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومقتیان شرع متین وقاریان قرآن مجید دو واقفان علم تجوید اس مسئلہ میں کہ اصل صوت ضاد معجمہ کے مشابہ دال مغمہ کے ہے یا مشابہ ظائے معجمہ کے اور اگر کوئی شخص ضاد کی جگہ دال مہملہ پڑھے تو نماز اس کی فاسد ہوگی یا نہیں اور ایسے ہی اگر کوئی شخص بجائے ضاد ظا پڑھے بایں جہت کہ ادا کرنا ضاد کا مخرج سے سخت دشوار ہے اور مشابہت دونوں میں بہت ہے اور فرق کم تو بھی نماز اس کی فاسد ہوگی یا نہیں اور جو شخص اصرار کرے اس بات پر کہ ضاد کو مشابہ ظا کے پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور جماعت میں تفرقہ ڈالے اس کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صوت ضاد معجمہ کی ہرگز مشابہ دال مفخمہ کے نہیں اور پڑھنا اس کا مشابہ دال کے بالکل غلط ہے بلکہ وہ مشابہ ظائے معجمہ کے ہے پس یہاں دو امر ہیں اول مشابہ نہ ہونا ضاد معجمہ کا دال مہملہ کے دوم یہ کہ وہ مشابہ ظائے معجمہ کے ہے پہلے امر کا بیان یہ ہے کہ دال مہملہ اور ضاد کے مخرج میں بھی مبائنت ہے اور اکثر صفات میں بھی مغائیرت۔ مخرج دونوں کا علیحدہ ہونا تو مثل آفتاب ظاہر ہے اس واسطے کہ مخرج ضاد کا تمام کنارہ زبان کا اور کرسی اوپر کے دونوں ڈاڑھوں کی جن کو اضراس کہتے ہیں داہنی ہوں خواہ بائیں اور مخرج دال کا نوک زبان اور جڑ اوپر کے دونوں دانتوں کی ہے جن کو ثنایائے علیا کہتے ہیں۔

علامہ زمخشری تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں : "مخرجا أن الضاد مخرجها من أصل حافة اللسان وما يليها من الأضراس "[1]

اور قاضی ناصر الدین بیضاوی انوار التنزیل میں ترقیم کرتے ہیں۔

"مخرجا أن الضاد مخرجها من أصل حافة اللسان وما يليها من الأضراس "

ایسے ہی رضی اور جہد المقل اور اتقان اور شرح جزری اور شافیہ میں ہے باقی رہی مغائرت صفات میں سو بیان اس کا یہ ہے کہ اکثر صفات ضاد کی مبائن ومضاد ہیں صفات دال کے اور وہ صفات سات ہیں۔

1۔ قلقلہ 2۔ شدت

3۔اصمات 4۔انفتاح

5۔ترقیق 6۔استفسال

7۔آنی ہونا بھی صفت دال ہے۔

مولانا محمد مرعشی جہد المقل میں کہ کتاب نہایت عجیب وغریب ہے۔ علم تجوید میں فرماتے ہیں۔ الرخاوۃ وللجھر والاستعلار دالاطباق والتفخیم والاستطالۃ والاصمات من صفات الضاد المعجمۃ والنفشی عند البعض ایضا انتھی اور ساکنہ بھی ضاد کی صفت ہے کمافی منھاج النشر وطیبۃ النشر والعدۃ وخلاصۃ النوادر وغیر ھا اب غور کرو کہ اکثر صفات دال اور ضاد میں تبائن وتضاد ہے دیکھو فلقلہ ضد سکون ہے اور شدت۔ ضد رخاوت اور انفتاح ضد اطباق اور ترقیق ضد تفخیم اور استسفال ضد استعلا ادر آنی ہونا ضد استطالت اور ضاد میں تفشی ہے دال میں نہیں پس ثابت ومحقق ہوا کہ ضاد اور دال میں مبائنت کلی ہے باعتبار مخرج اور اکثر صفات کے پس پڑھنا ضاد کا مشابہ دال کے صوت میں باطل وغلط ہے کیونکہ مثل تباشیر صبح تابان ودرخشاں ہے کہ ضاد کو مشابہ دال مہملہ پڑھنا محال عادی ہے مگر دال کی مخرج اور اس کی صفات سے اور عیان ہے کہ جو داں کی مخرج سے اور اس کی صفات سے ادا ہوگا وہ ضاد نہ ہوگا۔

"حروف اپنے مخرج سے متجاوز نہیں ہوسکتے جہد المقل کی شرح میں ہے اور انہوں نے اپنی زبان کے کناروں کو ڈبڈھوں کے ساتھ ملایا ہے۔"

بلکہ وہ دال ہوگی۔ اور دوسرے امر کا بیان یہ ہے کہ ضاد اور ظا مشترک ہیں اکثر صفات میں گو مبائن ہیں مخرج میں صفات ضاد کی ابھی معلوم ہوچکیں اور صفات ظا کی یہ ہیں جہر رخاوت استعلا اطباق تفخیم اصمات جہد المقل اور اس کی شرح میں ہے:

"*الاصمات والجہر والرخاوۃ والاستعلاء والاطباق والتفخیم من صفات الطاء المعجمۃ انتھی*"

اور بعض کے نزدیک ساکنہ بھی ظا کی صفت ہے۔ کما فی منھاج النشر وطیبۃ النشر وغیرھا۔ اب دیکھو کہ صفات ضاد اور ظا میں کس قدر اتفاق ہے کہ بجز استطالت کے اور کچھ فرق نہیں ومعھذا اشتراک مذکور کتب معتمدہ میں بخوبی مصرح ہے۔ اتقان فی علوم القرآن میں مسطور ہے:

"*الضاد والظاء اشترکا صفۃ جہرا ورخاوۃ واستعلاوا نفردت الضاد بالاستطالۃ انتھی*"

اور رسالہ مولانا عبدالرحیم صاحب میں مذکور ہے۔ صفت ضاد موافق ظا است انتھی اور اشتراک ضاد اور ظا اک دلیل ظاہر اور برہان باہر ہے مشابہت صوتی پر بلاشبہ چنانچہ علمائے محققین نے تصریح فرمائی ہے شیخ القراء استاذ المجودین علامہ ابوطالب مکی رعایہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"*والضاد یشبہ لفظھا بلفظ الظاء، لأنھا من حروف الإطباق، ومن الحروف المستعلیۃ ومن الحروف المجھورۃ، ولولا اختلاف المخرجین ومافی الضاد من الاستطالۃ، لکان لفظھما واحدًا، ولم یختلفا فی السمع*"

اور امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

المختار عندنا أن اشتباہ الضاد بالظاء لا یبطل الصلاۃ ویدل علیہ أن المشابہۃ حاصلۃ فیھما جدا والتمیز عسیر"

اور مولانا مرعشی جہد المقل میں ترقیم فرماتے ہیں:

"*الفرق بین الضاد والظاء والذال المعجمات الکل متشارکۃ فی الجہر والرخاوۃ ومتشابہۃ فی السمع ولکن الأخیرین من مخرج واحد والضاد لیس من مخرجھما*"

اور اس کے بعد لکھتے ہیں۔

"فاذا نطقت بالضاد المعجمة من مخرجها وصفاتها فیشبه صوتها صوت الظاء المعجمة بالضرورة"

اور خلاصہ کلام یہ کہ تمام فقہائے اعلام ان حرفوں کی مثال میں کہ جن میں مشابہت زیادہ ہے اور فرق دشوار کالضاد مع الظاء لکھتے ہیں چنانچہ درمختار اور فتاوی جزریہ اور رسائل الارکان ادرخلاصۃ الفتاوے اور ردالمختار حاشیہ درمختار اور کتابوں میں مرقوم ہے پس اگر ضاد اور دال میں مشابہت ہوتی تو بجائے کالضاد مع الظاء کے کالضاد مع الدال کہتے واذلیس فلیس بالجملہ باتفاق علمائے تجوید وفقہا ومفسرین اور تمام محققین ثابت اور محقق ہے کہ ضاد صوت میں مشابہ ظاء کے ہے نہ مشابہ دال کے پس اس کو مشابہ ظا کے پڑھنا صحیح اور درست ہے اور مشابہ دال کے پڑھنا غلط اور بے اصل۔ اور پڑھنا دال کا مقام ضاد کے غلط محض ہے اور باطل صرف کیونکہ کیونکہ پڑھنا دال کا بجائے ضاد مثل پڑھنے ظا کے ہے۔ بجائے صاد اور وہ مفسد نماز ہے وقت تغیر معنے کے چنانچہ کتب معتمدہ مثل فتح القدیر وفتاوے قاضی خان وعالمگیری وغیرہ میں مصرح ہے بلکہ علمائے اعلام نے بعض مقامات پر تصریح کی ہے اس بات کی کہ دال مہملہ کو بجائے ضاد معجمہ کے پڑھنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں مذکور ہے۔ خضر بالدال المھملۃ او المعجمۃ مکان الضاد تفسد۔

اور بجائے ضاد کوئی شخص ظائے معجمہ پڑھے بسبب تعسر فرق اور زیادتی مشابہت کے تو نماز اس کی فاسد نہ ہوگی اس واسطے کہ ادا کرنا اس کا بہت دشوار ہے فتاویٰ قاضی خان میں موجود ہے۔

"فان امکن الفصل بین الحرفین من فیر مشقۃ کالطاء مع الصاد فقرأ الطالعات وکان الصالحات تفسد صلونہ "

اور خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے :

"وان کان لایمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقۃ کالظاء مع الضاد والصاد مع السی ....."

اور برہان میں مرقوم ہے :

"ان الفصل ان کان بلا مشقۃ کالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مکان الصالحات تفسد, وان کا نمشقۃ الضاد مع الظاء, والسین مع الصاد والطاء مع التاء قیل: تفسد واکثرہم : لا "

اور مولانا شیخ جمال ابن عبداللہ مفتی مکہ معظمہ نے اپنے فتوے مہری میں لکھا ہے :

"وابدال الضاد ظاء وہی لغۃ اکثر العرب ومحمد بن سلمۃ قال لا تفسد لانہ قل من یفرق بینہما فی اللفظ ونقل ہم ان بعض العرب یبدل الضاد بالظاء مطلقا انتہی "[2]

اور جو شخص اصرار کرتا ہے اس بات پر کہ ضاد کو مشابہ ظائے معجمہ کے پڑھنے سے نماز فاسد ہوتی ہے اور فساد وتفرقہ جماعت میں ڈالتا ہے۔ وہ شخص خاطی اور جاہل ہے اور نابلد علوم دینیہ سے اور قابل اخراج اور نکالنے کے ہے ی مسجد سے اور اگر باوجود افہام وتفہیم کے قبول نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھنا چاہیے تحذیرا فقط واللہ سبحانہ اعلم بالصواب وعند المفاتیح الابواب والیہ الایاب فی کل باب نمقہ العبد الخابل الجافی النیذ امیر احمد التقوی السہسوانی فی عاملہ اللہ بالنور الشعشانی والترحم الصمدانی (سید امیر احمد نقوی 1283)

(احمد۔ سید محمد نذیر حسین 1281۔ مولوی سراج احمد صاحب شاگرد رشید حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب۔ محمد مسعود بلوی۔ حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ۔ مولوی حفیظ اللہ خان دہلوی)

من اجاب اصاب واجاد فی الجواب واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب حررہ العبد الضعیف الراجی الی رحمۃ اللہ القوی السید امیر حسین السہوانی النقوی عاملہ اللہ بلطفہ الازلی۔ (سید امیر حسن)

(محمد بشیر عفی عنہ۔ مولوی محمد بشیر صاحب سہسوانی) (محمد نور اللہ عفی عنہ)

فی الواقع صوت ضاد معجمہ کی مشابہ صوت ظا کے ہے ذال کے نہیں کیونکہ دال اور ضاد میں بتائین کلی ہے باعتبار مخرج اور اکثر صفات کے بخلاف ظاء کے کہ اس میں اور ضاد معجمہ میں

اتفاق سے اکثر صفات میں فقط فرق استطالت کا ہے اور وہ موجب مشابہت کا دال سے نہیں کما لایخفی پس اگر کوئی بجائے ضاد ظا پڑھے نماز اس کی فاسد نہ ہوگی غنیہ المستملی شرح منیة المصلی میں مسطور ہے۔

"وان لم یکن کالظاء مکان الضاد والصاد مکان السین وایطاء مع التاء فقد اختلفوا فاکثرھم علی عدم الفساد لعموم البلوی انتھی "

(سید عبدالباری نقوی سہسوانی)

فی الحقیقت ضاد معجمہ مشتبہ الصوت دال مہملہ سے نہیں ظائے معجمہ سے ہے اور ایسے ہی فتاوی جامع الروایات میں ہے۔ واللہ اعلم سجانہ اعلم۔

(ابوتراب علی) (مولوی تراب علی خانپوری)

ضاد حقیقت میں مشتبہ الصوت ظا سے ہے دال سے نہیں مفتی عنایت صاحب نے بھی محاسن الافضل میں یہی تحقیق فرمایا ہے۔ سید سبط احمد نقوی سہسوانی۔ الجواب۔ حق المجیب محقق۔ (محمد عبداللہ)

---

[1] ۔ ضاد کا مخرج زبان کے کنارہ اور بالائی ڈاڑھوں کی جڑ ہے۔

[2]۔ (خلاصہ عربی عبارات) اگر ضاد کو دال کی آواز میں پڑھا جائے گا تو نماز باطل ہوجائے گی اور اس کی صحبت کا کوئی بھی قائل نہیں ہے اور اگر دو حرفوں میں آسانی سے امتیاز نہ کیا جاسکے جیسے ضاد اور ظاء سین اور صاد اور طاء تو ایک کے بجائے اگر دوسرا پڑھا جائے تو اکثر کے نزدیک نماز صحیح ہے۔ اگر کوئی حرف مقدم موخر ہوجائے یا بدل جائے تو اگر معنی میں تبدیل نہ ہو تو نماز درست ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی نذیریہ

جلد : 2 ،کتاب الاذکار والدعوات والقراءۃ : صفحہ : 40

محدث فتویٰ